بسم‌الله الرحمن الرحیم

نظرات

رسالہ فکر و نظر کی گیارھویں جلد کا یہ بارھواں شمارہ ہے، اس شمارے کے ساتھ رسالہ کی گیارھویں جلد مکمل ھوتی ہے۔ آیندہ شمارہ انشاءاللہ بارھویں جلد کا پہلا شمارہ ھوگا۔

گیارہ سال کی مدت کتنی طویل مدت ھوتی ہے۔ اس دوران میں ہم پر کیا گزری اور ساری دنیا میں کیا کیا ھوا۔ اگر اس کا جائزہ لیا جائے تو شاید ایک دفتر تیار ھوجائے۔ بچے جوان ھوگئے، جوان بڑھاپے کی حدود میں جا پہنچے، کتنے ھی نئے ارکان اس بزم ھستی میں آکر شریک ھوئے اور کتنوں نے اس محفل کو چھوڑ کر دوسری دنیا میں قدم رکھا، یہی ھوتا رھا، ھمیشہ سے یہی ھوتا رھا ہے۔ اور قیامت تک یہی ھوتا رہے گا۔ اس اثناء میں چار ہزار اٹھارہ بار صبح نے اپنا چہرہ دکھایا اور شام نے سیاہ پردے ڈالے۔ ھر روز جب مشرق سے آفتاب برآمد ھوا نئے نئے مسائل لے کر نکلا اور جب رات نے اپنی زلف سیاہ پھیلائی نئی نئی الجھنیں پیدا کر گئی۔ لیکن یہ سب آنی جانی باتیں تھیں۔ آتی رھیں اور جاتی رھیں۔ اور سچ یہی ہے کہ ع

یہ دنیا رام کہانی ہے
باقی ہے ذات خدا بابا

انسان کے لئے سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس طویل مدت میں اس نے کیا کھویا اور کیا پایا۔ کھویا تو سب کو نظر ھی آتا ہے۔ عمر کھوئی، زندگی گزری اور اپنی سب سے قیمتی چیز یعنی زمین پر اپنی زندگی کے دن

کھوئے۔ لیکن ہمیں یہ بھی تو کبھی سوچنا چاہیئے کہ اس قیمتی اور انمول متاع کے مقابلہ میں حاصل کیا کیا۔ مستقبل کی کوئی بات یقینی ہو یا نہ ہو، لیکن موت تو بہر حال یقینی ہے۔ اس سے کسے انکار ہوسکتا ہے۔ کیا صرف یہی ایک یقین انسانی زندگی کو سنوارنے کے لئے کافی نہیں ہے۔ کافی اور بالکل کافی ہے۔ خواب غفلت سے چونکانے کے لئے کافی ہے، مصروف عمل کرنے کے لئے کافی ہے۔ برائیوں سے بچانے کے لئے کافی ہے اور نیکیوں کی طرف مائل کرنے کے لئے کافی ہے۔

و کفی بالموت واعظاً

(نصیحت کرنے کے لئے موت ہی کافی ہے) یہ قول ہے حضرت امیرالمومنین فاروق اعظم کا۔ ان کا، جن کی زندگی سراپا یقین و عمل تھی۔ جن کا وقت کبھی بیکاری میں نہیں گذرتا تھا اور جن کے کارناموں سے تاریخ عالم کے اوراق منور ہیں، جن کی راتیں عبادت میں اور جن کے دن انتظام خشک و تر میں بسر ہوتے تھے۔ گیارہ سال سے بھی کم مدت میں انھوں نے اتنا کام کیا کہ نوع انسانی نے گیارہ سو سال میں بھی نہیں کیا۔ دشمن اس زمانہ میں بھی تھے۔ اور نسبتاً اتنے ہی قوی تھے۔ جتنے آج ہمارے دشمن قوی ہیں، لیکن ان پر مایوسی اور قنوطیت کا کوئی لمحہ نہ آتا تھا۔ اور کبھی مایوس نہ ہوئے۔

آج ہمارا کیا حال ہے۔

ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظر فردا ہیں

آخر! ہمیں کیا ہوگیا ہے۔ ہر فرد مسلمان کو سوچنا چاہیئے، مردوں کو سوچنا چاہیئے، عورتوں کو سوچنا چاہیئے، جوانوں کو سوچنا چاہیئے اور بوڑھوں کو، سب کو سوچنا چاہیئے، اور پوری توجہ کے ساتھ سوچنا چاہیئے اور نہ صرف سوچنا چاہیئے، بلکہ اس صورت حال کو بدلنے کے لئے عمل کرنا چاہیئے، ایک دھن اور ایک لگن پیدا کرنا چاہیئے۔ اور یہ حقیقت سامنے رکھنی چاہیئے کہ۔

لن یصلح آخر ہذہ الامۃ الابما صلح بہ اولہا

(اس امت مسلمہ کا دوسرا دور بھی صرف اسی طریقہ سے درست ہوسکتا ہے جس طریقہ سے اس کا پہلا دور درست ہوا تھا) یقین کامل اور عمل مسلسل ہی افراد کی زندگی کو بہتر بناتے ہیں اور یہی قوموں اور امتوں کی تقدیر کو بدل سکتے ہیں ۔ ورنہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے انعام واکرام کا راستہ بند نہیں ہوگیا ہے ع

آج بھی ہو جو براہیم کا ایمان پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

— — — —

عہد حاضر کی سب سے اہم پیداوار شک اور بے یقینی ہے ۔ سند یافتہ جاہلوں کی ایک بڑی جماعت ہر ملک میں اس کام پر لگا دی گئی ہے کہ وہ دلوں میں شک اور بے یقینی کی کیفیت پیدا کرے ۔ علمی تحقیقات کا نام دے کر اور خوبصورت عبارتوں میں ایسی باتیں پیش کیا کرے جو لوگوں میں شک اور بے یقینی کی کیفیت پیدا کردے ۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ع

بے عمل تھے ہی جواں دین سے بدظن بھی ہوئے

ظاہر ہے کہ انسان کا کوئی ارادی عمل ہو نہیں سکتا جب تک کہ اس کے پیچھے علم و یقین کارفرما نہ ہو، اس لئے ان لوگوں کے سامنے جو یہ چاہتے ہیں کہ ساری دنیا کے انسان ان کے غلام بن کر رہیں، اور ساری دنیا کے قدرتی وسائل میں ان ہی کی رائے سے تصرف ہو، بے یقینی پیدا کرنے کی مہم سب سے اولین اور سب سے اہم مہم ہے ۔ اور وہ اس کے لئے ہزاروں سندیافتہ جاہلوں سے طرح طرح کی ترغیب کے ذریعہ کام لے رہے ہیں ۔ انہیں ہر مناسب جگہ پر متعین کیا گیا ہے اور ان سے شطرنج کے مہروں کی طرح

کام لیا جارہا ہے۔ عرب میں بھی کام لیاجارہا ہے اور عجم میں بھی، مشرق میں بھی کام لیا جارہا ہے اور مغرب میں بھی۔ ملک کا سیاسی نظام کچھ بھی ہو یہ مہم ہر جگہ جاری ہے۔

اس درد کا مداوا صرف اسی طرح ممکن ہے کہ ہم تعلیم کا رخ بدل دیں اور تحقیق کا انداز دوسرا اختیار کریں، کیا ہم ایسا کریں گے؟ یہ ایک سوال ہے اور بڑا ہی اہم سوال، اس کا جواب انہیں سوچنا چاہیئے جن کے بچے دین سے بدظن کئے جارہے ہیں، انہیں سوچنا چاہیئے جو کاہلی اور بےکاری میں بیٹھے ہوئے کہتے ہیں کہ ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا۔ اور انہیں سوچنا چاہیئے جنہیں اللہ کی مخلوق نے زمام اختیار دے رکھا ہے۔